



**Nuqtah** journal of Theological Studies

**Editor: Dr Shumaila Majeed**

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

**Published by**

Resurgence Academic and Research  
Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: [editor@nuqtahjts.com](mailto:editor@nuqtahjts.com)

تفسیر القرآن میں تاریخی اور ثقافتی تناظر کا کردار

## The Role of Historical and Cultural Context in Tafsir al-Qur'an: An Analytical Study

**Mishal Saddiq**

PhD scholar, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University Bahawalpur.

[mishal.sadiqabwp@gmail.com](mailto:mishal.sadiqabwp@gmail.com)

**Dr. Yasmin Nazir**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University Bahawalpur

Email: [yasmin.nazir@gscwu.edu.pk](mailto:yasmin.nazir@gscwu.edu.pk).



[Published online: 30 Sep, 2025](#)



[View this issue](#)

OPEN  ACCESS



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

## Abstract

The interpretation of the Qur'ān (tafsir) has never been a purely linguistic or theological exercise; it has always been deeply intertwined with the historical circumstances of revelation (asbāb al-nuzūl), the socio-cultural environment of seventh-century Arabia, and the evolving cultural realities of subsequent Muslim societies. This study critically examines the indispensable role played by historical and cultural contexts in both classical and contemporary Qur'ānic exegesis. It argues that a proper understanding of the occasions of revelation, pre-Islamic Arabian customs ('urf al-jāhiliyyah), linguistic conventions of the Quraysh, and the lived experiences of the first Muslim community is essential for avoiding literalism, anachronism, and misinterpretation of the sacred text. Drawing on seminal works of classical tafsir (such as al-Ṭabarī, al-Qurṭubī, al-Rāzī, Ibn Kathīr, and al-Suyūtī) and modern contextual approaches (including those of Fazlur Rahman, Muhammad Arkoun, Nasr Hamid Abu Zayd, Abdullah Saeed, and Amina Wadud), the research demonstrates how historical-cultural awareness has shaped major interpretive methodologies: tafsir bi'l-ma'thūr, tafsir bi'l-ra'y, thematic tafsir, and socio-historical tafsir. Special attention is given to controversial issues such as the interpretation of gender-related verses, rulings on slavery, warfare, and interfaith relations, showing how neglect or overemphasis of historical context has led to markedly different conclusions across time and space. The study further explores the implications of cultural context for contemporary Muslim societies living in pluralistic, post-colonial, and digital environments. It contends that while the Qur'ān's universal message transcends its original milieu, authentic and relevant interpretation in the 21st century demands a balanced integration of historical fidelity and contextual sensitivity. The paper concludes that responsible tafsir in the modern age must combine rigorous historical scholarship with an ethical awareness of present cultural realities, thereby enabling the Qur'ān to remain a living guide rather than a frozen relic.

**Keywords:**

Qur'ānic exegesis, historical context, asbāb al-nuzūl, cultural hermeneutics, contextual tafsir, classical tafsir, contemporary interpretation, socio-historical approach-

### تعارف:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلامِ ابدی ہے جونہ صرف ساتویں صدی عیسوی کے عرب معاشرے میں نازل ہوا بلکہ ہر زمانے اور ہر مقام کے انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کی یہ عالمگیریت ہی اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کے مخاطب اسے اپنے وقت، اپنی زبان، اپنی ثقافت اور اپنی سماجی حقیقت کے تناظر میں سمجھیں۔ مگر اسی عالمگیریت کے ساتھ ساتھ قرآن ایک تاریخی متن بھی ہے؛ اس کی آیات مخصوص واقعات، سوالات، چیلنج اور سماجی حالات کے جواب میں نازل ہوئیں۔ لہذا اس کے معنی اخذ کرنے میں تاریخی پس منظر (آسباب النزول)، لسانی استعمال (عربیت القرآن)، جملیہ کے رسم و رواج، قابلی اقدار اور مکہ و مدینہ کے سماجی ڈھانچے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کلاسیکی مفسرین نے اسی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنی تفاسیر میں اسناد نزول، لغت، شعر جاہلی، سیرت اور عربوں کے معمولات کو بنیادی حیثیت دی، کیونکہ ان کے نزدیک قرآن کا درست فہم اس کے نزولی ماحول سے الگ نہیں ہو سکتا۔ آج جب مسلمان دنیا بھر میں مختلف ثقافتی، سیاسی اور تہذیبی دائروں میں سانس لے رہی ہے، جب سیکور، برل، پوسٹ ماؤنٹ اور ڈیجیٹل تناظرات نے نئی سوالات اٹھا دیے ہیں، تب تاریخی و ثقافتی سیاق کو سمجھنے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جن آیات کو چودہ صدیوں سے ایک مخصوص تاریخی پس منظر میں سمجھا جاتا رہا، آج انہی کو موجودہ سماجی مسائل (صفی مساوات، انسانی حقوق، جنگ و امن، معیشت، سائنس) پر برادرست مبنی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس عمل میں اگر تاریخی تناظر کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جائے تو نہ صرف متن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے بلکہ غلط فہمیاں اور انہا پسندی کو جنم ملتا

ہے۔ دوسری طرف اگر صرف تاریخی تناظر پر جم جائیں اور موجودہ ثقافتی حقیقت سے لاتعلقی اختیار کر لیں تو قرآن ایک میوزیم کی چیز بن کر رہ جاتا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد ان دونوں انتہاؤں سے بچتے ہوئے یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کی صحیح اور زندہ تفسیر وہی ہے جو تاریخی صداقت اور عصری مطابقت دونوں کو یکجا کرے، تاکہ یہ کلام الٰہی ہر دور میں انسانیت کے لیے مشعل راہ بنارے۔

## تاریخی تناظر (اسباب النزول) کی اہمیت

قرآن کی بہت سی آیات کے نزول کی کوئی خاص وجہ ہوتی ہے جسے "سبب نزول" کہتے ہیں۔ یہ وجوہات اگر معلوم نہ ہوں تو آیت کا مفہوم محدود یا غلط ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

- سورہ التوبہ کی آیت اَتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا لَا يَزَالُ يُنْيَاهُمُ الَّذِي بَنَوْا يَبْهَهُ فِي قُلُوبِهِم<sup>1</sup> میں "مسجد ضرار" کا ذکر ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ منافقین نے کم فتح ہونے سے پہلے ایک مسجد بنائی تھی تاکہ مسلمانوں کو فقصان پہنچائیں اور تفرقہ ڈالیں، تو ہم اس آیت کو محض ایک عمارت کے بارے میں سمجھ بیٹھیں گے۔ لیکن تاریخی واقعہ معلوم ہونے کے بعد آیت کا اصل پیغام کھل کر سامنے آتا ہے کہ منافقت اور فتنہ کی کوئی بھی شکل قبول نہیں کی جائے گی۔
- اسی طرح سورہ عبس (۸۰) کی ابتدائی آیات عبد اللہ بن ام کتوں رضی اللہ عنہ کے واقعے کے بغیر ادھوری لگتی ہیں۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دعوت دین میں امیروں کو ترجیح دینا اور غریب و ناپینا کو نظر انداز کرنا نبی کریم ﷺ کے شایانِ شان نہیں۔
- امام سیوطی رحمہ اللہ نے "الباب التقول فی اسباب النزول" میں لکھا ہے کہ سبب نزول کا علم آیت کے مفہوم کو خاص کرتا ہے مگر حکم کو عام رکھتا ہے۔ یعنی واقعہ خاص ہے لیکن سبق سب کے لیے ہے۔

## ثقافتی تناظر اور عرب معاشرہ جاہلیت

قرآن عربوں ہی کی زبان میں نازل ہوا اور انہی کے رسم و روان کو سامنے رکھ کر اصلاح لایا۔ اس لیے جاہلیت کے کچھ رسم، محاورات اور سماجی ڈھانچے کو سمجھے بغیر بہت سے معانی واضح نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر:

- "كَلَأَ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِ"<sup>2</sup> میں "تراتی" (گردان کی بڑیاں) کا لفظ عربوں کے نزدیک موت کے آخری لمحات کی علامت تھا۔
- سورہ الفیل کا واقعہ مکہ کے لوگوں کے لیے ایک زندہ تاریخ تھی، اسی لیے اسے محض تاریخی قصہ نہیں بلکہ اللہ کی قدرت کا زندہ نشان سمجھا جاتا تھا۔
- لفظ "الربا" (بڑھوتری) کو عرب سود کے کاروبار میں استعمال کرتے تھے جس میں قرض کی رقم میں بار بار اضافہ کیا جاتا تھا۔ اس ثقافتی استعمال کے بغیر ربا کی حرمت کی شدت کا اندازہ مشکل ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین الذہبی اپنی کتاب "التفسیر والمسرون" (جلد ۱، ص ۱۸۵-۱۹۵) میں لکھتے ہیں کہ قرآن کو عربوں کے سماجی، لسانی اور نفسیاتی ماحول سے الگ کر کے سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے، کیونکہ قرآن نے اس ماحول کو مخاطب کر کے انقلاب برپا کیا۔

## تاریخی و ثقافتی تناظر کی حدود

تاریخی و ثقافتی تناظر قرآن مجید کی تفسیر کے لیے نہایت مفید اور ضروری ہے، مگر یہ کوئی لا محدود اختیار نہیں۔ اگر اسے بلا حدود استعمال کیا جائے تو قرآن کی عالمگیریت، ابدیت اور لازوال حیثیت مجرور ہو سکتی ہے۔ ائمہ علوم القرآن نے اس تناظر کو ایک "کلید" قرار دیا ہے، نہ کہ "قید"۔ یعنی یہ دروازہ کھولتا ہے، بند نہیں کرتا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی<sup>3</sup> نے اسے خوبصورت انداز میں واضح کیا:

<sup>3</sup>"شأن النزول والمادة الثقافية مرآة لفهم الآية، لا حدأ للحكم"

یعنی سبب نزول اور ثقافتی مoad آیت کے فہم کے لیے آئینہ ہے، حکم کی حد نہیں۔

### تاریخی و ثقافتی تناظر کی شرعی و عقلی حدود

تاریخی و ثقافتی تناظر کوئی "قید" نہیں بلکہ "کلید" ہے۔ وہ دروازہ کھولتا ہے مگر اندر کا خزانہ لاحدہ دوڑھے۔

شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ ابین کتاب "نحو تفسیر موضوعی للقرآن الكريم" میں لکھتے ہیں:

"جو مفسر تاریخی اسباب کو اتنا غالب کر دے کہ عالمگیر پیغام دب جائے، وہ قرآن کا حق ادا نہیں کرتا۔ اور جو بالکل نظر انداز کر دے، وہ بھی قرآن کے نزولی شان سے نا آشنا ہے۔"<sup>4</sup>

تاریخی و ثقافتی تناظر کی شرعی و عقلی حدود درج ذیل ہیں:

#### 1. تناظر خاصیت کو عامیت پر غالب نہیں کر سکتا:

سبب نزول خاص ہوتا ہے، حکم عام۔ اسے خاص تک محدود کرنا قرآن کی ابدیت کے خلاف ہے۔

امام قرطی<sup>5</sup> فرماتے ہیں:

"لا يجوز تخصيص العام بسبب النزول إلا بدليل قاطع"<sup>5</sup>

#### 2. ثقافتی رسم کی حرمت یا احتلت کو ابدی حیثیت نہیں دی جاسکتی

جاہلی عرب میں کچھ رسم تھے جو قرآن نے اصلاح کیے بغیر چھوڑ دیے (مثالاً حج کے بعض مناسک)۔ انہیں شرعی حکم نہیں سمجھنا چاہیے۔<sup>6</sup> علامہ ابن تیمیہ:

"ما كان من عادات الجاهليه لم ينه عنه القرآن فهو مباح، لا مستحب ولا واجب"

#### 3. تناظر کو قرآن پر مقدم نہیں کیا جاسکتا:

اگر تاریخی روایت قرآن کے صریح نص سے مکرائے تو نص مقدم ہے۔ امام شافعی<sup>7</sup> کا قول:

"كُلُّ مَا حُكِمَ الْقُرْآنُ فَهُوَ الْحَقُّ، وَإِنْ خَالَفَ خَبْرَ الْوَاحِدِ"

#### 4. عصری ثقافت کو جاہلی ثقافت پر قیاس کرنا جائز نہیں:

آج کی مغربی تہذیب کو جاہلیت عرب سے ایک سمجھنا اور ہر چیز پر وہی حکم لگانا غلط ہے۔ دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ ڈاکٹر محمد الغزالی:

"لا يصح أن نحكم على المدنية الحديثة بحكم الجاهلية العربية مطلقاً، فإن بينهما فروقاً كبيرة"<sup>8</sup>

#### 5. تناظر کی غلو سے قرآن کی بлагت و اعجاز متاثر نہیں ہونا چاہیے

بعض مستشرقین (جیسے Richard Bell) قرآن کو صرف "عربوں کی مقامی پیداوار" قرار دیتے ہیں۔ یہ حد سے تجاوز ہے۔ علامہ زرقانی:

"من حصر القرآن في التناظر الثقافي فقد جحده"<sup>9</sup>

### حدود سے تجاوز کی چند عصری مثالیں

1. آیات و راثت کو صرف "جاہلی جاگیر داری نظام" تک محدود کر کے آج نئے تقسیم میراث کے قوانین بنانا۔

2. آیات جہاد کو صرف "تمکی جنگوں" تک محدود کر کے آج کے دفاعی جہاد کو رد کرنا۔

3. حجاب کو صرف "عرب عورتوں کی شناخت" تک محدود کر کے آج اسے اختیاری قرار دینا۔

تاریخی و ثقافتی تناظر ایک "نقطہ آغاز" ہے، نہ کہ "نقطہ ختم"۔ اس کی حدود یہ ہیں کہ یہ آیت کے فہم میں مدد دے، لیکن حکم کی عالمگیریت، بلاغتِ قرآنیہ اور شرعی احکام کی ابدیت کو محدود نہ کرے۔ جو مفسر ان حدود کا خیال رکھتا ہے وہی قرآن کا حقن ادا کرتا ہے۔

### عصر حاضر میں تاریخی و ثقافتی تناظر کا استعمال

قرآن مجید ایک ابدی اور عالمگیر کتاب ہے، لیکن اس کا نزول ایک مخصوص تاریخی و ثقافتی ماحول (ساتویں صدی چazar) میں ہوا۔ عصر حاضر کے مفسرین اور محققین اس تاریخی و ثقافتی تناظر کو دوبارہ زندہ کر کے قرآن کے اصولوں کو آج کے بدلتے ہوئے سماجی، معاشری، سیاسی اور سائنسی مسائل پر منطبق کر رہے ہیں۔ یہ عمل نہ تو قرآن کو ماضی تک محدود کرتا ہے اور نہ ہی ماضی سے بے نیاز کرتا ہے؛ بلکہ ماضی کے تناظر کو ایک "تشخیصی آئے" (diagnostic tool) کی طرح استعمال کر کے موجودہ بیماریوں کا علاج تلاش کرتا ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس طریقہ کار کو بہترین الفاظ میں بیان کیا:

"قرآن کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس نے اپنے ابتدائی خاطبین سے کیا کہا تھا۔ جب یہ معلوم ہو جائے گا تو پھر یہ دیکھنا آسان ہو جائے گا کہ وہ بات آج ہم سے کیا کہہ رہی ہے۔"<sup>10</sup>

عصر حاضر میں تاریخی و ثقافتی تناظر کے عملی استعمال کی چند نمایاں مثالیں

#### 1.\* آیاتِ ربا اور جدید بینکاری نظام \*

جانبی عرب میں سود "مضاعفہ و مزید" کی شکل میں تھا۔ آج کے بینکوں کا ممانع (interest) اور کمپاؤنڈ ائرٹسٹ اسی کی جدید شکل ہے۔

→ محمد عبد اللہ دراز، الغزالیؒ (معاصر) اور جنیں مفتی محمد تقی عثمانی نے اس تناظر سے جدید سود کو حرام ثابت کیا۔<sup>11</sup>

#### 2.\* آیاتِ تعدد ازدواج اور عصری تہیی \*

آیت (النساء: ۳) یتیم لڑکیوں کی جانبی ادھر پ کرنے کے جانبی رسم کے تناظر میں نازلی تھی۔ آج جنگلوں، قدرتی آفات اور سماجی انتشار کی وجہ سے لاکھوں بچیاں یتیم ہو رہی ہیں۔

→ ڈاکٹر محمد الغزالیؒ اور مولانا وحید الدین خانؒ نے اس تناظر سے تعدد ازدواج کو آج بھی جائز اور بعض صورتوں میں ضروری قرار دیا۔<sup>12</sup>

#### 3.\* آیاتِ حجاب اور عصری فاشی \*

حجاب کی آیات (الاحزاب: ۵۹، النور: ۳۱) مکہ و مدینہ کے سماجی حالات میں نازل ہوئیں جہاں آزاد اور لوئڈی عورتوں میں فرق کرنے کے لیے لباس تھا۔ آج میڈیا، فیشن ائڈسٹری اور جنسی استھان کے عورت کو "جسمانی شے" بنادیا ہے۔

→ ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس تناظر سے حجاب کو عصری ضرورت قرار دیا۔<sup>13</sup>

#### 4.\* آیاتِ جہاد اور عصری دہشت گردی \*

جہاد کی آیات (الاحزاب: ۵۹، النور: ۳۱) مکہ و مدینہ کے دفاعی حالات میں نازل ہوئیں۔ آج دہشت گردی اور ریاستی جاریت نئی شکل میں ہیں۔

→ مولانا مودودیؒ اور ڈاکٹر فاروق خانؒ نے تاریخی تناظر سے فرق کرتے ہوئے جہاد کو صرف دفاعی اور ریاستی سطح پر قرار دیا۔

#### 5. آیاتِ غلامی اور عصری انسانی حقوق \*

جانبی عرب میں غلاموں کی خرید و فروخت تھی۔ قرآن نے تدریجی طور پر آزادی کا راستہ کھولا۔ آج انسانی سماںگانگ، جرمی مشقت اور جدید غلامی موجود ہے۔

سید قطب اور ملک بن بیان نے اس تناظر سے اسلامی معاشرت کو جدید غلامی کے مقابلے میں پیش کیا۔<sup>14</sup>

عصر حاضر میں تاریخی و ثقافتی تناظر کا استعمال قرآن کو "متحجّر کتاب" یا "محض تاریخی دستاویز" بنانے کے بجائے ایک زندہ اور فعال نظام حیات بناتا ہے۔ یہ تناظر ہمیں بتاتا ہے کہ قرآن نے کس یماری کا علاج کیا تھا، تاکہ ہم آج کی نئی یماریوں کے لیے وہی دوائی شکل میں استعمال کر سکیں۔ آج کل کچھ مغربی مستشرقین (مثلاً Richard Bell, Régis Blachère) اور ان کے پیروکار قرآن کی آیات کو صرف ساتویں صدی کے عرب قبائلی بھگڑوں تک محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن کوئی ابدی کتاب نہیں بلکہ ایک مقامی سیاسی و سماجی دستاویز ہے۔ یہ انتہا پسندی ہے۔ دوسری طرف کچھ لوگ تاریخی تناظر کو بالکل نظر انداز کر کے ہر آیت کو براہ راست آج کے مسائل پر چپاں کر دیتے ہیں۔ یہ بھی افراط ہے۔ درمیانی راستہ وہی ہے جسے امام رازی، طبری، قرطبی اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ نے اختیار کیا کہ:

1. پہلے سبب نزول اور ثقافتی پس منظر کو سمجھیں۔

2. پھر اس سے جو عالمگیر اصول لٹکے اسے ہر دور پر منطبق کریں۔

تاریخی اور ثقافتی تناظر قرآن فہمی کا ایک ناگزیر حصہ ہے، مگر وہ منزل نہیں، صرف راستہ ہے۔ جب تک ہم یہ نہ جانیں کہ قرآن نے کس ماحول میں کلام کیا، کس رسم کو توڑا، کس محاورے کو استعمال کیا، ہم اس کے گھرے پیغام تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن جب ہم اس تناظر سے اصول اخذ کر لیں تو پھر قرآن ہر دور کے لیے نیا اور تازہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں بعد بھی قرآن عرب و سعیم، مشرق و مغرب، گنوار اور شہری، سب کے دلوں کو ایک ہی طرح متوجہ کر رہا ہے۔

## ثقافتی تناظر اور عرب معاشرہ جاہلیت

قرآن مجید کی تفسیر اور فہم کے لیے عرب معاشرہ جاہلیت کا ثقافتی تناظر ایک بیادی کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن اسی معاشرے میں نازل ہوا، اسی کی زبان میں آیا، اسی کے رسم و روان، عقائد، محاورات، سماجی ڈھانچے اور نفسیاتی کیفیت کو مخاطب کر کے انسانیت کے لیے ابدی پیغام لا یا۔ لہذا جاہلیت کے ثقافتی ڈھانچے کو نہ سمجھنے والا قرآن کے اصل پیغام کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی مقدمہ میں لکھا ہے:

العرب كانوا أهل بدأوة وجفاء، وكانت لهم عادات وأخلاق لا يمكن فهم القرآن إلا بمعرفتها

## عرب معاشرہ جاہلیت کی اہم ثقافتی خصوصیات

1. قبائلی نظام اور عصیت

قبيلہ سب سے بڑی شناخت تھا۔ فرد کی عزت، حفاظت اور شناخت قبیلے سے بڑی ہوتی تھی۔ عصیت جاہلیہ اتنی شدید تھی کہ قتل کے بد لے قتل، خون کے بد لے خون چلتا تھا۔

قرآن نے اسے توثیق ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

2. وَآدَ الْبَنَاتَ (زندہ در گور کرنا)

لڑکی کو قبیلے کی کمزوری اور عار سمجھا جاتا تھا۔ معاشی بوجھ اور دشمن کے ہاتھ لگنے کا خوف تھا۔

قرآن نے اسے شدید ترین گناہ قرار دیا:

وَإِذَا الْمُؤْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ<sup>16</sup>

3. سود کا غالمانہ نظام

قرض کی رقم میں بار بار اضافہ (مضاعفہ و مزید) کیا جاتا تھا۔ نہ ادا کرنے والے کو غلام بنالیا جاتا تھا۔

قرآن نے اسے پوری شدت سے حرام کیا اللہ یا کلُونَ الْرِّتَابَ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَتَّقُومُ<sup>17</sup>

#### 4. شرک اور بہت پرسنی

۳۶۰ بہت کعبہ میں تھے۔ لات، عزمی، منات، بہل سب سے بڑے معبد تھے۔ لوگ انہیں اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ اُنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءُ سَمَيَّنُمُوهَا أَنْثُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ<sup>18</sup> نے ان کی تردید کی۔

#### 5. عورت کی حیثیت

عورت کو وراثت کا حق نہیں تھا، طلاق کے بعد عدت نہیں رکھتی تھی، شوہر کی موت پر اسے اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ سورۃ النساء نے عورت کو وراثت، عدت، مهر اور حقوق دیے۔

#### 6. شاعری اور فصاحت کی بالادستی

شاعر قبیلے کا ترجمان اور محافظِ عزت ہوتا تھا۔ سالانہ عکاظ کے میلے میں شعر کے مقابلے ہوتے تھے۔

قرآن نے انہی کو چیلنج کیا:

وَمَا عَلِمْنَاهُ الشِّعْرُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ<sup>19</sup>

#### 7. جنگ و جدل اور انقام کا کلچر

چھوٹی سی بات پر نسلیں اڑتی رہتی تھیں (مثلاً جنگ بوس ۴۰ سال چلی)۔ قرآن نے صلح اور معافی کو فضیلت دی۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخْوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ<sup>20</sup>

#### 8. غلام داری اور طبقاتی تقسیم

غلاموں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ قرآن نے غلاموں کو آزاد کرنے کو بہترین عمل قرار دیا فک و قبیله<sup>21</sup>

#### خلاصہ کلام:

قرآن مجید ایک ابدی اور عالمگیر کلام ہے، مگر اس کا نزول ایک مخصوص تاریخی و ثقافتی ماحول میں ہوا۔ اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اس تاریخی و ثقافتی تناظر کا علم قرآن نہیں کے لیے نہ صرف مفید بلکہ ناگزیر ہے۔ آسباب النزول، جاہلی رسم و رواج، عربوں کی لسانی عادات اور سماجی ڈھانچہ وہ کلیدیں ہیں جو آیات کے اصل پیغام کے دروازے کھولتی ہیں۔ کلائیک مفسرین سے لے کر عصر حاضر کے محققین تک سب نے اس تناظر کو تفسیر کی بنیاد بنایا، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو آیت کا خاص مفہوم سمجھ میں آتا ہے اور نہ اس سے اخذ کردہ عالمگیر اصول کی گہرائی کھلقتی ہے۔ یہ تناظر ہمیں بتاتا ہے کہ قرآن نے کس پیاری کا علاج کیا تھا، تاکہ ہم آج کی نئی پیاریوں کے لیے وہی دوائی شکل میں استعمال کر سکیں۔ مگر یہ تناظر ایک ”کلید“ ہے، ”قید“ نہیں۔ اسے حدود سے تجاوز کر کے قرآن کی ابدیت، بلاغت اور شرعی احکام کی عالمگیریت پر غالب نہیں کیا جاسکتا۔ جو مفسر تاریخی تناظر کو متازعہ مسائل (حجاب، جہاد، ربا، تعدد ازدواج، غلامی) پر یا تو مکمل نظر انداز کر دیتا ہے یا اسے اتنا غالب کر دیتا ہے کہ حکم خاص ہو کر رہ جاتا ہے، وہ دونوں صورتوں میں قرآن کا حق ادا نہیں کرتا۔ صحیح راستہ وہی ہے جو شاہ ولی اللہ، امام رازی، مولانا مودودی اور ڈاکٹر محمد الغزالی جیسے اعتدال پند مفسرین نے دکھایا: تاریخی صداقت کو بنیاد بنا کر عصری مطابقت اخذ کرو، تاکہ قرآن نہ صرف ماضی کی یاد گار رہے بلکہ ہر دور کے زندہ مسائل کا زندہ حل بن کر سامنے آئے۔ یہی وہ متوازن طریقہ ہے جو قرآن کو ایک محض تاریخی دستاویز بننے سے بچاتا ہے اور اسے ہر دور کے لیے مشعل رہا بنائے رکھتا ہے۔

## متانج و سفارشات:

### متانج:

- قرآن کی ۲۵ فیصد سے زائد آیات کے پس پشت کوئی نہ کوئی خاص سببِ نزول موجود ہے۔ اسے نظر انداز کرنے سے آیت کا خاص مفہوم منسخ ہو جاتا ہے، جبکہ اس کا علم عالمگیر حکم کی گہرائی کو کھوتا ہے۔ (مثال: مسجد ضرار، آیتِ حجاب، آیتِ ربنا)
- عربوں کے قبائلی نظام، عصیت، وادیات، سود، شرک، عورت کی حیثیت اور شاعری جیسے ثقافتی عناصر کو سمجھے بغیر قرآن کی اصل بلاغت، اصلاحِ معاشرہ اور انقلابی پیغام واضح نہیں ہوتا۔
- آج کے مسائل (جدید بینکاری، انسانی سماگلنگ، میڈیا فناشی، دہشت گردی) پر قرآن کے احکام کے درست اطلاق کے لیے جاہلی تناظر کا تقابلی مطالعہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر یا تو انتہا پسندی جنم لیتی ہے یا برل ازم کو جواز ملتا ہے۔
- طبری، قرطبی، رازی، ابن کثیر اور سیوطی کی تفاسیر کا ۲۰ فیصد سے زائد حصہ اسنادِ نزول، شعر جاہلی، سیرت اور عربوں کے رسم و رواج پر مشتمل ہے، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ تناظر تفسیر کی روح ہے۔

### سفارشات:

- تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، معارف القرآن جیسی مشہور تفاسیر کے نئے ایڈیشنز میں ہر سورۃ کے شروع میں ”تاریخی و ثقافتی پس منظر“ کا ایک علیحدہ باب شامل کیا جائے۔
- رابطہ عالم اسلامی یا اسلامی فقہ کو نسل کی سطح پر ایک مستقل کمیٹی قائم کی جائے جو حجاب، جہاد، رب، تعدد ازدواج جیسے متازعہ مسائل پر تاریخی تناظر کی روشنی میں عصری فتاویٰ جاری کرے۔
- قرآن اپس (Quran Majeed)، Tarteel، (Muslim Pro)، اور ”ثاقفی سیاق“ کا ایک ملک ایبل بٹن شامل کیا جائے تاکہ عام قاری بھی درست فہم حاصل کر سکے۔
- غیر مسلموں اور سیکور حلقوں سے مکالے میں تاریخی تناظر کو واضح کر کے قرآن کی عالمگیریت اور عصری مطابقت کو اجاگر کیا جائے۔

<sup>1</sup> التوبہ(۹):۱۰۷-۱۱۰

Al-Tawbah (9): 107–110.

<sup>2</sup> القيامة(۷۵):۲۶

Al-Qiyāmah (75): 26.

<sup>3</sup> شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی آصول التفہیم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، ۱۴۳۰ھ/۱۹۱۰ء) ۳۵-۳۵

<sup>4</sup> شیخ محمد الغزالی، نحو تفسیر موضوعی للقرآن الکریم (قاهرہ: دارالشروق، ۱۹۹۶ء) ۴۵-

Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, al-Fawz al-Kabīr fī Uṣūl al-Tafsīr (Lāhaur: Maktabah Salafiyyah, 1407 AH), 35.

<sup>5</sup> اقرطی، محمد بن احمد، الجامع لآدلة حکام القرآن (قاهرہ: دارالكتب المصری، ۱۹۶۳ء) ۱/۳۲

Al-Qurtubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964), 1/42.

<sup>6</sup> ابن تیمیہ، احمد بن عبد العالیٰ، مجموع الفتاویٰ (منصورة: دارالوفاء، ۲۰۰۵ء) ۱۸-۱۷

Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn 'Abd al-Halīm, Majmū' al-Fatāwā (Mansurah: Dār al-Wafā', 2005), 29/17–18.

<sup>7</sup> اشتفی، محمد بن ادریس، الرسالہ (بیروت: دارالكتب العلیی، ۲۰۰۰ء) ۳۶۳

al-Shāfi'ī, Muḥammad ibn Idrīs, al-Risālah (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2000), 463.

<sup>8</sup> محمد الغزالی، نحو تفسیر موضوعی للقرآن الکریم، ۵۹-۵۸

<sup>9</sup> الزرقانی، محمد عبد العظیم، منابل الحرفان (قاهرہ: عین البابی الکعبی، ۱۹۵۰ء) ۱/۲۹۸

Al-Zurqānī, Muḥammad 'Abd al-'Azīm, Manāhil al-'Irfān, Cairo: Ḫāṣa al-Bābī al-Ḥalabī, 1950), 1/298.

<sup>10</sup> مودودی، ابوالاعلیٰ، تفسیر القرآن (قدمہ)، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۸۲ء) ۳۲۱-۳۲۵، ۳۵۱-۳۳۵

Maudūdī, Abū al-Ālā, Tafhīm al-Qur'ān (Muqaddimah), Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur'ān, 1982, 1/341–351, 325–335.

<sup>11</sup> عثمنی، محمد نقی، فقه القالات (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء) ۲/۲۰۸-۲۱۵

Uthmani, Muhammad Taqi, Fiqh al-Maqalat (Karachi: Maktaba Maarif al-Qur'an, 2015), 3/248–265.

<sup>12</sup> الغزالی، محمد فضل السیرہ (قاهرہ: دارالشروق، ۲۰۰۲ء) ۳۸۹-۳۹۲

Al-Ghazali, Muhammad, Fiqh al-Seerah (Cairo: Dar al-Shorouk, 2006), 389–392.

<sup>13</sup> القرضاوی، یوسف، الحال والحرام (بیروت: مؤسسة الرسالہ، ۲۰۱۳ء) ۱۳۸-۱۵۵

Al-Qaradawi, Yusuf, Al-Halal wal-Haram (Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 2013), 148–155.

<sup>14</sup> قطب، سید، فی ظلال القرآن (قاهرہ: دارالشروق، ۱۹۸۵ء) ۱۲-۳۲۱۰

Qutb, Syed, Fi Zilal al-Qur'an (Cairo: Dar al-Shorouk, 1985), 6/3412-3420.

<sup>15</sup> الحجرات(۳۹):۱۰۱

Al-Hujurat (49): 10.

<sup>16</sup> الکتبہ(۸۱):۸۶، ۸۷

At-Takwir (81): 8–9.

<sup>17</sup> البقرۃ(۲):۲۷۸

Al-Baqarah (2): 278.

۲۳: (۵۳) نجم ۱۸

An-Najm (53): 23.

۲۹: (۳۶) سین ۱۹

Ya-Sin (36): 29

۱۰: (۴۹) حجرات ۲۰

Al-Hujurat (49): 10.

۹۰: (۹۰) البلد ۲۱

Al-Balad (90): 13.